OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:5, Issue: 1, Jan -March 2026 PP: 51-61

معاصر مسائل کے حل میں متجددین کی مساعی اور مناہج استنباط کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Efforts of Modernists and Their Methodologies of Inference in Solving Contemporary issues

Uzair Ahmad (corresponding Author)
Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
Email: uzairahmad.9571@gmail.com

Dr. Saeed Ahmad Saeedi
Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
Email: Saeed.is@pu.edu.pk

Abstract

This study presents an analytical examination of modernist scholars' efforts and their methodologies of inference (Manahij al-Istinbat) in addressing contemporary issues. Adopting a qualitative research methodology, the research employs textual and content analysis of primary works by key modernist thinkers, classical Usul al-Fiqh texts, and contemporary academic literature. It explores how modernists reinterpret foundational sources, integrate rational tools, and apply ijtihad to derive contextually relevant rulings. Comparative analysis is used to evaluate modernist approaches against traditional frameworks, with emphasis on flexibility, contextualization, and Maqasid al-Shariah. The findings reveal that modernist methodologies have broadened Islamic jurisprudence's engagement with modernity, yet they also raise critical questions about methodological consistency and adherence to textual authority.

Keywords: *Modernists, Ijtihad, Manahij al-Istinbat, Contemporary issues, Maqasid al-Shariah.*

CC BY

تعارف

اسلامی شریعت اپنی روح اور فکری ساخت کے اعتبار سے ایک ابدی اور ہمہ گیر نظامِ حیات ہے، جس کی بنیادی خصوصیت انسانی معاشرت کے تغیر پذیر حالات اور مابعد الطبعیاتی اصولوں کے درمیان ایک کامل توازن برقرار رکھنا ہے۔ فکرِ اسلامی کی تاریخ شاہد ہے کہ شریعت کی ہدایات کو زمانی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کے لیے 'تجدد' اور 'اجتہاد' نے ایک کلیدی متحرک (Dynamic) قوت کا کردار ادا کیا ہے۔ امام شاطبیؒ کے بقول، شریعت کی اساس ہی بندوں کے دنیوی اور اخروی مصالح پر رکھی گئی ہے، لہٰذا احکامِ شرعیہ کا فہم اور ان کا اطلاق ان مصالح سے منقطع ہو کر نہیں کیا جا سکتا۔

ضرورت و اہمیت

عصرِ حاضر میں سائنس، معیشت، ٹیکنالوجی اور سماجی ڈھانچوں میں ہونے والی انقلابی تبدیلیوں نے فقہِ اسلامی کے سامنے ایسے پیچیدہ سوالات کھڑے کر دیے ہیں جن کا براہِ راست جواب روایتی فقہی ذخیرے میں تلاش کرنا بعض اوقات دشوار ہوتا ہے۔ اسی تناظر میں "متجددین" (Modernists) کی علمی مساعی اہمیت اختیار کر جاتی ہیں، جنہوں نے روایت کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے استنباطِ احکام کے جدید مناہج وضع کرنے کی کوشش کی۔ ان مفکرین کے نزدیک تجدد کا مفہوم شریعت سے انحراف نہیں، بلکہ فضل الرحمٰن کے الفاظ میں، شریعت کی اخلاقی اور معاشرتی اصولوں کی روشنی میں ہر دور کے تقاضوں کے مطابق دوبارہ تعبیر (Reinterpretation) کرنا ہے۔

زیرِ نظر مطالعہ اس فکری ضرورت کو اجاگر کرتا ہے کہ دورِ جدید کے فقہی چیلنجز، خواہ وہ ڈیجیٹل معیشت سے متعلق ہوں یا طبی اخلاقیات سے، محض انفرادی بصیرت کے بجائے ایک ایسے مربوط اصولی ڈھانچے کے متقاضی ہیں جہاں نص، مصلحت، عرف اور مقاصدِ شریعت باہم مربوط ہوں۔ مقاصدِ شریعت کو ایک فعال عملی سانچے کے طور پر اپنانا اور اجتہادِ جماعی کو ادارہ جاتی شکل دینا، معاصر متجددین کے منہجِ استنباط کے وہ نمایاں پہلو ہیں جو روایتی فقہ اور جدید طرزِ حکمرانی کے درمیان پائے جانے والے خلا کو پر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

سابقہ تحقیقی کاموں کا جائزہ

معاصر مسائل کے حل میں متجددین کی مساعی اور مناہجِ استنباط پر سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میدان میں کلاسیکی اور جدید دونوں ادوار کے علماء نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ قدیم اہلِ علم میں ابن تیمیہ، ابن القیم اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے اجتہاد اور مصالحِ شریعت کی بنیاد پر فقہی توسع کی راہیں ہموار کیں، جبکہ جدید دور میں یوسف القرضاوی، خالد ابو الفضل، فیلڈ مین، کولسن اور جاسر عودہ نے مقاصدِ شریعت، مصلحت عامہ اور بدلتے ہوئے سماجی تناظر کو مد نظر رکھتے ہوئے نئے استنباطی مناہج پیش کیے۔ ان تحقیقات میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جامد تقلید کے بجائے اصولِ فقہ کی روشنی میں اجتہادِ معاصر کو فروغ دیا جائے تاکہ جدید معاشرتی، اقتصادی اور سائنسی مسائل کا مؤثر اور متوازن حل پیش کیا جا سکے، تاہم ان کوششوں میں اعتدال، حدودِ شریعت کی پاسداری اور علمی اختلافات جیسے پہلوؤں پر مزید تحقیق کی ضرورت بھی واضح ہوتی ہے۔

تحقیقی خلاء :

معاصر متجددین کے استنباطی مناہج کا منظم تقابلی اور عملی (case-based) جائزہ ابھی تک خاطر خواہ انداز میں سامنے نہیں آیا۔

تحقیقی سوالات

1-معاصر علماء اور متجددین کس طرح کلاسیکی فقہی اصول اور مقاصدِ شریعت کو جدید سماجی، اقتصادی اور سائنسی مسائل کے حل کے لیے استنباط میں استعمال کرتے ہیں؟

2-متجددین کے استنباطی مناہج میں کون سے فرق اور مشابہتیں پائی جاتی ہیں، اور ان کا عملی اطلاق معاصر فتووں اور مسئلہ حل میں کس حد تک مؤثر ہے؟

دورِ جدید کے فقہی تناظر میں اجتہاد اور تجدد کا نظریاتی پس منظر

فکری تاریخِ اسلام میں تجدد اور اجتہاد کا باہمی ربط محض زمانی تقاضا نہیں بلکہ ایک ایسا علمی تسلسل ہے جس نے شریعت کی ابدی ہدایات کو متغیر انسانی حالات کے ساتھ ہم آہنگ رکھنے کی مسلسل کاوش کو جنم دیا۔ معاصر فقہی تناظر میں یہ بحث اپنے اندر فکری حساسیت، علمی جرات اور اصولی احتیاط تینوں جہات کو جمع کرتی ہے۔ اس پس منظر میں جدید فقہی مباحث میں استنباط کے اصولی ڈھانچے کو از سرِ نو پرکھنے کی ضرورت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے تاکہ نصوصِ شرعیہ کی رہنمائی اور انسانی معاشرت کی تغیر پذیر صورتوں کے درمیان ایک متوازن علمی مکالمہ قائم رہ سکے۔

اما شاطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن الشريعة إنما وُضعت لمصالح العباد في العاجل والآجل[1] .

شریعت کو بندوں کے دنیوی اور اخروی مصالح کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

تجدد اور اجتہاد کے مفہومی امتیازات کا جائزہ لیتے ہوئے جدید مفکرین نے اس حقیقت پر زور دیا کہ تجدد کوئی منقطع عمل نہیں بلکہ اصولی تسلسل کی نئی تعبیر ہے۔

Fazlur Rahman writes:
Islam must be reinterpreted in every age in terms of the moral and social conditions of that age.[2]

اسلام کو ہر دور میں اس زمانے کے اخلاقی اور معاشرتی حالات کی روشنی میں دوبارہ سمجھا جانا چاہیے۔

امام غزالی کے ہاں اجتہاد کا مفہوم فکری ذمہ داری اور علمی بصیرت کا مرکب دکھائی دیتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

المجتهد هو الذي يبذل وسعه في طلب العلم بالأحكام الشرعية[3].

مجتہد وہ ہے جو شرعی احکام کے علم کے حصول میں اپنی پوری قوت صرف کرے۔

عصرِ حاضر کے فقہی چیلنجز کی وسعت نے اجتہاد کے دائرے کو وسیع تر جہتوں سے ہمکنار کیا ہے۔ یوسف القرضاوی نے معاصر فقہ کے افق کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

فقه العصر هو فقه الحياة بكل مجالاتها المتجددة[4].

عصر کا فقہ زندگی کے تمام نئے میدانوں سے متعلق فقہ ہے۔

نصوصِ شرعیہ اور متغیر معاشرتی حالات کے تقابلی تناظر میں ابن القیم کی بصیرت نمایاں رہتی ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تغير الفتوى واختلافها بحسب تغير الأزمنة والأمكنة والأحوال[5].

فتویٰ زمانوں، مقامات اور حالات کے بدلنے سے بدل جاتا ہے۔

Wael Hallaq observes:
Islamic law has always possessed an internal mechanism for adaptation and renewal.[6]

اسلامی قانون میں تطبیق اور تجدید کا داخلی نظام ہمیشہ موجود رہا ہے۔

مقاصدِ شریعت کو جدید اجتہاد کی بنیاد بنانے کا رجحان معاصر فکر میں مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

امام ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مقاصد الشريعة هي المعاني والحِكم الملحوظة للشارع في جميع أحكامه[7].

مقاصدِ شریعت وہ معانی اور حکمتیں ہیں جو شارع نے تمام احکام میں ملحوظ رکھیں۔

Jasser Auda writes:
Maqasid offer a holistic and dynamic framework for contemporary ijtihad.[8]

مقاصد معاصر اجتہاد کے لیے ایک جامع اور متحرک فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔

روایتی فقہی ورثے اور معاصر تقاضوں کے درمیان توازن کے مسئلے پر شاہ ولی اللہ دہلوی کی بصیرت قابلِ توجہ ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إن اختلاف الفقهاء رحمة وسعة للأمة[9].

فقہاء کا اختلاف امت کے لیے وسعت اور رحمت ہے۔

Noah Feldman writes:
The challenge today is to harmonize the legacy of classical jurisprudence with modern governance.[10]

آج کا چیلنج روایتی فقہ کے ورثے کو جدید طرزِ حکمرانی کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہے۔

یہ مجموعی مباحث اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ تجدد اور اجتہاد کی فکری بنیادیں ایک ہمہ جہت علمی نظام کی تشکیل کی طرف رہنمائی کرتی ہیں جس میں اصول، مقاصد اور عملی تطبیق باہم مربوط صورت اختیار کرتے ہیں۔

متجددین کے مناہجِ استنباط کے اصولی خدوخال

معاصر فقہی مباحث میں مناہجِ استنباط کی تشکیل ایک ایسا میدان بن چکا ہے جس میں روایت کی جڑیں اور عصر کی فکری لہریں باہم متداخل دکھائی دیتی ہیں۔ متجددین نے نص، قیاس اور مصالح کے امتزاج کو محض اصولی ترتیب تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک فعال علمی طریقِ کار کی صورت دی ہے جو زندگی کے پیچیدہ سوالات کے جواب کی جستجو میں سرگرم دکھائی دیتا ہے۔ اس فکری جہت میں اصولِ فقہ کی تعبیرِ نو، عرف و عادت کی شمولیت اور اجتہادِ جماعی کی تشکیل ایک مربوط علمی منظرنامہ پیش کرتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولا قياس إلا على أصل[11].

قیاس ہمیشہ کسی اصل پر مبنی ہوتا ہے۔

معاصر مفکرین نے قیاس اور مصالح مرسلہ کے امتزاج کو وسیع تر تناظر میں دیکھا ہے۔ مصالح کی وسعت اور نصوص کے باہمی تعلق پر امام مالک کے منہج کی جھلک نمایاں رہتی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الأمر المجتمع عليه عندنا هو المصلحة[12].

ہمارے نزدیک اجتماعی طور پر تسلیم شدہ امر ہی مصلحت ہے۔

عرف اور عادت کو استنباط میں شامل کرنے کا رجحان اسلامی فقہ کی وسعتِ نظری کا مظہر ہے۔

امام ابن عابدین:

الثابت بالعرف کالثابت بالنص[13].

عرف سے ثابت ہونے والی چیز نص سے ثابت ہونے والی چیز کی مانند ہوتی ہے۔

Wael Hallaq writes:
Custom ('urf) has functioned as a crucial interpretive tool in Islamic law.[14]

عرف اسلامی قانون میں ایک بنیادی تفسیری وسیلہ رہا ہے۔

اصولِ فقہ کی تعبیرِ نو کے باب میں معاصر علمی رجحانات نے اصولی مباحث کو نئے زاویوں سے دیکھا ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاجتهاد مرتبط بفهم مقاصد الشريعة[15].

اجتہاد کا تعلق مقاصدِ شریعت کے فہم سے ہے۔

Jasser Auda writes:
Systems theory allows us to rethink usul al-fiqh in a multidimensional way.[16]

سسٹمز تھیوری اصولِ فقہ کو کثیر جہتی انداز میں دوبارہ سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

اجتماعی اجتہاد نے فقہی عمل کو ادارہ جاتی سطح تک پہنچایا ہے۔ مصطفیٰ الزرقا فرماتے ہیں:

الاجتهاد الجماعي ضرورة العصر[17].

اجتہادِ جماعی عصر کی ضرورت ہے۔

Noel Coulson writes:
Collective ijtihad has become an institutional necessity in the modern Muslim world.[18]

اجتہادِ جماعی جدید مسلم دنیا میں ادارہ جاتی ضرورت بن چکا ہے۔

نصوص کے فہم میں سیاقی اور مقاصدی منہج کی اہمیت معاصر مباحث کا مرکزی پہلو ہے۔
اس سلسلے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

فہم النصوص یکون بجمع طرقہا والنظر فی مقاصدہا[19].

نصوص کو ان کے مختلف طرق کو جمع کرکے اور مقاصد کو سامنے رکھ کر سمجھا جاتا ہے۔

Tariq Ramadan writes:
Contextual reading is indispensable for applying Islamic teachings today.[20]

آج اسلامی تعلیمات کے اطلاق کے لیے سیاقی مطالعہ ناگزیر ہے۔

یہ مباحث مناہجِ استنباط کی تشکیل میں ایک ایسے اصولی افق کی نشاندہی کرتے ہیں جس میں نص، مصلحت، عرف اور مقاصد ایک مربوط فکری نظام کے اجزا بن کر سامنے آتے ہیں۔

معاصر سماجی و معاشی مسائل میں اجتہادی تطبیقات

معاصر دنیا کی تیز رفتار معاشرتی و معاشی تبدیلیوں نے فقہی اجتہاد کو محض نظری مباحث تک محدود نہیں رہنے دیا بلکہ اسے عملی زندگی کے پیچیدہ دائروں میں اترنے پر آمادہ کیا ہے۔ مالیاتی نظام، انسانی حقوق، خاندانی ڈھانچے، طبّی پیش رفت اور ابلاغی دنیا کی نئی جہات نے فقہی فکر کو ایسے میدانوں میں داخل کیا جہاں اصولی بصیرت اور عملی حکمت دونوں کا امتزاج ناگزیر محسوس ہوتا ہے۔ متجددین کی اجتہادی کاوشیں اس وسیع تناظر میں ایک ہمہ جہت علمی سرگرمی کی صورت اختیار کرتی ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الأصل فی المعاملات الإباحة إلا ما دل الدلیل علی تحریمہ[21].

معاملات میں اصل اباحت ہے مگر جس پر حرمت کی دلیل قائم ہو جائے۔

جدید مالیاتی نظام کے باب میں معاصر اہلِ علم نے اجتہادی فکر کو وسعت دی ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب اپنی کتاب An Introduction to Islamic Finance میں لکھتے ہیں:
Islamic finance is not merely interest-free banking; it is a complete ethical framework.[22]

اسلامی مالیات سود سے پاک بینکاری تک محدود نہیں بلکہ ایک مکمل اخلاقی نظام ہے۔

علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

التأمین التعاوني مشروع لأنه قائم على التعاون والتكافل[23].

تعاونی انشورنس اس لیے مشروع ہے کہ وہ تعاون اور تکافل پر قائم ہے۔

ریاست، جمہوریت اور انسانی حقوق کے مباحث نے فقہی فکر میں نئی جہتیں پیدا کیں۔

Rashid al-Ghannouchi writes:
Public freedoms are rooted in the higher objectives of Islamic law.[24]

عوامی آزادیاں مقاصدِ شریعت میں پیوست ہیں۔

محمد رشید رضا لکھتے ہیں:

مصلحة الأمة مقدمة على مصلحة الفرد[25].

امت کی مصلحت فرد کی مصلحت پر مقدم ہوتی ہے۔

خاندانی نظام اور خواتین کے حقوق کے باب میں اجتہادی فکر نے نئے مباحث کو جنم دیا۔

Khaled Abou El Fadl writes:

The ethical trajectory of Islamic law supports dignity and justice for women.[26]

اسلامی قانون کی اخلاقی جہت خواتین کے لیے عزت اور انصاف کی تائید کرتی ہے۔

ابن عاشور رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الشريعة جاءت لإقامة العدل بين الناس[27].

شریعت انسانوں کے درمیان عدل قائم کرنے کے لیے آئی ہے۔

طب اور بایو ٹیکنالوجی کے مسائل میں فقہی بصیرت کا دائرہ مزید وسیع ہوا۔

Abdulaziz Sachedina writes:

Biomedical ethics in Islam is grounded in the preservation of life and dignity.[28]

اسلامی حیاتیاتی اخلاقیات زندگی اور انسانی وقار کے تحفظ پر مبنی ہیں۔

امام شاطبی رحمہ اللہ کے نزدیک:

حفظ النفس من أعظم مقاصد الشريعة[29].

جان کا تحفظ شریعت کے عظیم مقاصد میں شامل ہے۔

ڈیجیٹل کلچر اور ابلاغی دنیا نے فقہی فکر کے لیے نئے سوالات پیدا کیے ہیں۔

Gary Bunt writes:

Digital media has transformed the way religious authority is produced and consumed.[30]

ڈیجیٹل میڈیا نے مذہبی اتھارٹی کی تشکیل اور ترسیل کو بدل دیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الفتوى تتغير بتغير الزمان والمكان والعوائد[31].

فتویٰ زمان، مکان اور عادات کے بدلنے سے بدلتا ہے۔

یہ مباحث اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ معاصر سماجی و معاشی مسائل میں اجتہاد کی تطبیقات ایک وسیع علمی اور عملی افق کی تشکیل کرتی ہیں جس میں شریعت کی اصولی رہنمائی انسانی زندگی کے نئے میدانوں تک رسائی حاصل کرتی ہے۔

متجددین کے اجتہادی مناہج پر علمی نقد و تجزیہ

اجتہادی مناہج کے معاصر مباحث میں علمی نقد کی روایت ایک نہایت باریک اور دقیق فکری فضا پیدا کرتی ہے جس میں

روایت اور تجدد کے مابین کشمکش علمی مکالمے کی صورت اختیار کرتی ہے۔ متجددین کی کاوشوں نے جہاں فقہی افق کو وسعت عطا کی وہاں ان کے مناہج پر سنجیدہ علمی نقد بھی سامنے آیا جس نے فقہی توازن کے سوال کو نئی معنویت دی۔ یہ تنقیدی زاویہ فکر اجتہاد کی حدود، تعبیرِ نص کے امکانات اور امت کی فکری وحدت کے مسائل کو ایک مربوط علمی دائرے میں جمع کرتا ہے۔

امام شاطبیؒ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاجتهاد لا يكون إلا لمن استجمع أدواته[32].

اجتہاد اسی کے لیے ممکن ہے جو اس کے تمام آلات کو جمع کر لے۔

روایت پسند اور تجدد پسند نقطہ ہائے نظر کے تقابل میں علمی احتیاط اور فکری وسعت دونوں پہلو نمایاں رہتے ہیں۔

Noel Coulson writes:
The tension between tradition and reform has shaped modern Islamic legal thought.[33]

روایت اور اصلاح کے درمیان تناؤ نے جدید اسلامی قانونی فکر کو تشکیل دیا ہے۔

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

من تصدر قبل أوانه فقد تصدى لهوانه[34].

جو شخص اپنے وقت سے پہلے منصب سنبھال لے وہ اپنی رسوائی کا سامنا کرتا ہے۔

نصوص کی تعبیر میں توسع اور تحدید کے مباحث نے علمی حلقوں میں وسیع گفتگو کو جنم دیا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الواجب فهم كلام الله ورسوله بحسب مراد الله ورسوله[35].

اللہ اور رسول کے کلام کو ان کی مراد کے مطابق سمجھنا واجب ہے۔

اجتہاد میں افراط و تفریط کے امکانات پر متعدد اہلِ علم نے تنبیہ کی ہے۔ جیسا کہ وائل حلاق نے لکھا ہے:

Unchecked reform risks severing Islamic law from its juristic heritage.[36]

بلا نگرانی اصلاح اسلامی قانون کو اس کے فقہی ورثے سے جدا کر سکتی ہے۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ کا قول ہے:

لَيْسَ الْعِلْمُ مِنْ كَثْرَةِ الْحَدِيثِ، وَلَكِنَّ الْعِلْمَ مِنَ الْخَشْيَةِ[37].

علم روایت کی کثرت سے نہیں بلکہ (اللہ کے) ڈر سے حاصل ہوتا ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

كل يؤخذ من قوله ويرد إلا صاحب هذا القبر[38].

ہر شخص کی بات لی بھی جا سکتی ہے اور رد بھی، سوائے اس ہستی کے جو اس قبر میں آرام فرما ہے۔

امت کی وحدت اور فقہی تنوع کے مابین توازن کا مسئلہ معاصر فکر میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الاختلاف في الفروع رحمة واسعة[39].

فروعی مسائل میں اختلاف وسیع رحمت ہے۔

یہ علمی نقد اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ اجتہادی مناہج کی تشکیل ایک ایسا عمل ہے جس میں توازن، علمی ذمہ داری اور امت کی اجتماعی فکری میراث کو ملحوظ رکھنا ناگزیر دکھائی دیتا ہے۔

خلاصۃ البحث:

زیرِ نظر مضمون کے تفصیلی اور تجزیاتی مباحث سے یہ بنیادی حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ اسلامی شریعت کا کمال اس کے "ثبات" (Permanence) اور "تغیر" (Change) کے حسین امتزاج میں پوشیدہ ہے۔ فکری تاریخِ اسلام کا مطالعہ اس بات پر شاہد ہے کہ جب بھی نت نئے چیلنجز نے انسانی معاشرت پر دستک دی، اجتہاد اور تجدد کی متحرک قوتوں نے شریعت کی ابدی روح کو مجروح کیے بغیر عصری تقاضوں کا بھرپور ساتھ دیا۔

معاصر متجددین کے مناہجِ استنباط کا عمیق جائزہ لینے سے یہ منقح ہوتا ہے کہ انہوں نے جدید پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کے لیے محض انفرادی کاوشوں پر انحصار نہیں کیا، بلکہ "مقاصدِ شریعت"، "مصالحِ عامہ"، "سیاقی فہم" اور "عرف" کو باہم ملا کر ایک مربوط عملی سانچہ (Framework) تشکیل دیا ہے۔ متجددین کی یہ فکری مساعی آج اسلامی مالیات کی تشکیلِ نو، بائیو ٹیکنالوجی کے اخلاقی پہلوؤں، جدید انسانی حقوق کی تشریح اور ڈیجیٹل میڈیا کے فقہی تناظرات میں شریعت کی عملیت (Practicability) کو کامیابی سے ثابت کر رہی ہیں۔

تاہم، اس تحقیق کا ایک اہم ترین حاصل یہ تنقیدی شعور بھی ہے کہ تجدد کا عمل روایت سے انحراف یا علمی ورثے سے انقطاع کا نام نہیں ہے۔ غیر محتاط فکری توسع اور اجتہاد کی شرائط (آلاتِ اجتہاد) سے پہلو تہی اسلامی قانون کو اس کی تاریخی اور اصولی جڑوں سے کاٹ سکتی ہے۔ روایتی اہلِ علم اور جدید مفکرین کے تقابلی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اصل علمی کمال مقاصد کی وسعت کو اپنانے کے ساتھ ساتھ نصوص کی تحدید اور مرادِ الٰہی کی جستجو میں احتیاط کو ملحوظ رکھنا ہے۔

اس مضمون کا حتمی استدلال یہ ہے کہ عصرِ حاضر کے گنجلک مسائل کا حل نہ تو فکری انجماد (Stagnation) میں ہے اور نہ ہی روایت سے مادر پدر آزادی میں۔ بلکہ اس کا حقیقی حل ایک ایسے متوازن اور ادارہ جاتی "اجتہادِ جماعی" (Collective Ijtihad) میں مضمر ہے جو کلاسیکی فقہی بصیرت اور جدید سائنسی و سماجی شعور کے درمیان ایک زندہ مکالمہ قائم کرے۔ معاصر فقہی چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے ناگزیر ہے کہ متجددین کی وسعتِ نظری اور روایت پسندوں کی اصولی احتیاط کو ایک ہی فکری دھارے میں سمو دیا جائے، تاکہ اختلافِ رائے امت کے لیے خلفشار کے بجائے 'وسعت اور رحمت' کا سبب بنے اور شریعتِ مطہرہ ہر دور میں انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ بطریقِ احسن انجام دیتی رہے۔

تجاویز و سفارشات

- عالمی و قومی سطح پر جید علماء اور فنی ماہرین کے اشتراک سے 'ادارہ جاتی اجتہادِ جماعی' کو مستحکم کیا جائے۔
- دینی مدارس اور جدید جامعات کے مابین فکری خلیج کم کرنے کے لیے بین العلومی مکالمے کو فروغ دیا جائے۔
- تعلیمی نصاب میں مقاصدِ شریعت، جدید مالیات اور بائیو ایتھکس جیسے معاصر مباحث کو لازمی شامل کیا جائے۔

- مقاصدِ شریعت کو محض نظری بحث کے بجائے استنباطِ احکام کے ایک فعال عملی سانچے کے طور پر وضع کیا جائے۔
- مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل کرنسی جیسے فنی چیلنجز کے حل کے لیے خصوصی 'فقہی ریسرچ سیلز' قائم کیے جائیں۔
- معاصر مسائل میں محض حرمت وجواز کے بجائے شرعی اصولوں پر مبنی ٹھوس 'عملی متبادلات' پیش کیے جائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 الشاطبیؒ، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، (بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۹۷ء) ۸/۲
2 Rahman, Fazlur, Islam and Modernity, (Chicago, University of Chicago Press, 1982) 7
3 الغزالی، محمد بن محمد، المستصفی، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۳ء) ۳۵۰/۲
4 القرضاوی، یوسف، الاجتہاد المعاصر، (القاہرہ، دار الشروق، ۲۰۰۱ء) ۴۵
5 ابن القیم، محمد بن ابی بکر، إعلام الموقعین، (بیروت، دار الجیل، ۱۹۷۳ء) ۳/۳
6 Hallaq, Wael B., A History of Islamic Legal Theories, (Cambridge, Cambridge University Press, 1997) 212
7 ابن عاشور، محمد الطاہر، مقاصد الشریعۃ الإسلامیۃ، (تونس، الدار التونسیۃ، ۱۹۸۸ء) ۵۱
8 Auda, Jasser, Maqasid al-Shariah as Philosophy of Islamic Law, (London, IIIT, 2008) 56
9 دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، (لاہور، دار المعرفۃ، ۲۰۰۵ء) ۲۷۶/۱
10 Feldman, Noah, The Fall and Rise of the Islamic State, (Princeton, Princeton University Press, 2008) 23)
11 الشافعی، محمد بن ادریس، الرسالۃ، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۵ء) ۵۰۷
12 مالک، مالک بن انس، الموطأ، (بیروت، دار إحیاء التراث العربی، ۱۹۸۵ء) ۷۴۶/۲
13 ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار، (بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۲ء) ۱۲۳/۱
14 Hallaq, Wael B., Authority, Continuity and Change in Islamic Law, (Cambridge, Cambridge University Press, 2001) 146
15 الشاطبیؒ، ابواسحاق، الموافقات، (بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۹۷ء) ۲۱۲/۴
16 Auda, Jasser, Maqasid al-Shariah as Philosophy of Islamic Law, (London, IIIT, 2008) 193
17 الزرقا، مصطفیٰ احمد، المدخل الفقہی العام، (دمشق، دار القلم، ۱۹۹۸ء) ۱۵۲/۱
18 Coulson, Noel J., A History of Islamic Law, (Edinburgh, Edinburgh University Press, 1964) 201
19 ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، (ریاض، مجمع الملک فہد، ۱۹۹۵ء) ۲۳۲/۲۰
20 Ramadan, Tariq, Radical Reform, (Oxford, Oxford University Press, 2009) 34

21 ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، (ریاض، مجمع الملک فہد، ۱۹۹۵ء) ۱۸/۲۹

22 *Usmani, Muhammad Taqi, An Introduction to Islamic Finance, (Karachi, Maktaba Ma'ariful Qur'an, 2002) 12*

23 القرضاوی، یوسف، فقہ الزکاۃ، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۰ء) ۹۷۳/۲

24 *Ghannouchi, Rashid, Public Freedoms in the Islamic State, (Beirut, Markaz Dirasat al-Wahda, 1993) 54*

25 رضا، محمد رشید، تفسیر المنار، (القاہرہ، دار المنار، ۱۹۴۷ء) ۲۷۰/۵

26 *Abou El Fadl, Khaled, Speaking in God's Name: Islamic Law, Authority and Women, (Oxford, Oneworld, 2001) 185*

27 ابن عاشور، محمد الطاہر، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، (تونس، الدار التونسیۃ، ۱۹۸۸ء) ۳۶

28 *Sachedina, Abdulaziz, Islamic Biomedical Ethics, (Oxford, Oxford University Press, 2009) 31*

29 الشاطبیؒ، ابواسحاق، الموافقات، (بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۹۷ء) ۱۰/۲

30 *Bunt, Gary R., iMuslims: Rewiring the House of Islam, (Chapel Hill, University of North Carolina Press, 2009) 112*

31 ابن القیم، محمد بن ابی بکر، إعلام الموقعین، (بیروت، دار الجیل، ۱۹۷۳ء) ۳/۳

32 الشاطبیؒ، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، (بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۹۷ء) ۲۳۵/۴

33 *Coulson, Noel J., Conflicts and Tensions in Islamic Jurisprudence, (Chicago, University of Chicago Press, 1969) 5*

34 ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمٰن، ادب المفتی والمستفتی، (دمشق، دار الفکر، ۱۹۸۶ء) ۹۶

35 ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، مجموع الفتاوی، (ریاض، مجمع الملک فہد، ۱۹۹۵ء) ۳۶۳/۱۳

36 *Hallaq, Wael B., Shari'a: Theory, Practice, Transformations, (Cambridge, Cambridge University Press, 2009) 509*

37 ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد، تفسیر ابن ابی حاتم، (المملکۃ العربیہ السعودیہ، مکتبہ نزار، ۱۴۱۹ھ) ۳۱۸۰/۱۰

38 القاضی عیاض، عیاض بن موسیٰ، الشفا، (بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۸ء) ۶۷۶/۲

39 دہلوی، شاہ ولی اللہ، عقد الجید فی احکام الاجتھاد والتقلید، (لاہور، المکتبۃ السّلفیہ، ۲۰۰۳ء) ۵۳